جلد ۲۲ | مورخہ ۲۶ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۷۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ مئی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق لاہور سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔

نظارت بیت المال کی طرف سے انسپکٹران بیت المال کو ہدایت کی جا رہی ہے۔ کہ وہ زمیندار اصحاب کے چندہ کی وصولی کا اس فصل پر خاطر خواہ انتظام کریں۔ اس کے مطابق زمیندار اصحاب کی طرف سے وعدے آ رہے ہیں۔ کہ وہ اس فصل پر بقائے ادا کر دیں گے۔

مسجد اقصےٰ کے برآمدوں کی تعمیر کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے سرعت سے جاری ہے۔ شمالی طرف کا برآمدہ تکمیل کو پہونچ گیا ہے۔ اور مغربی برآمدہ مکمل ہو رہا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے

فرمایا:۔ خوب یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹھگ لوں گا۔ تو یہ حماقت اور نادانی ہے۔ وہ خود ہی دھوکہ کھا رہا ہے۔ دنیا کے زیب۔ دنیا کی محبت ساری خطاکاریوں کی جڑ ہے۔ اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آ سکتا ہے۔ مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ اور سب سے بڑا گناہ جس نے اس وقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے۔ اور جس میں وہ مبتلا ہیں۔ وہ بھی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم وہم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت کا لحاظ اور خیال بھی نہیں۔ کہ جب قبر میں رکھے جائیں گے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم وغم رکھتے۔ تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔ سعدی کہتا ہے ع گر وزیر از خدا ترسیدے۔

ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے۔ تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو۔ تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اس لئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہیئے۔ اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اور درگذر فرماتا ہے۔۔۔

کارکنانِ تبلیغ توجہ سے پڑھیں

انسپکٹر تبلیغ کا تقرر

اور

کارکنانِ تبلیغ کا فرض!

یہ دیکھ کر کہ بعض جگہ کارکنانِ تبلیغ تبلیغی دو ورقہ کی اشاعت کی تقسیم میں حسب ہدایات مطبوعہ نظارت دعوت و تبلیغ پورا پورا اہتمام نہیں کرتے۔ میں نے چند ضلعوں کا ایک حلقہ تجویز کر کے ایک انسپکٹر تبلیغ کے ماتحت کر دیا ہے۔ اس غرض کے لئے خواجہ عبد الرحیم صاحب نے جو الفضل کے ایجنٹ ہیں۔ اپنی خدمات کو آنریری طور پر پیش کیا ہے۔ انسپکٹر کا فرض ہوگا کہ وہ مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھے۔

(۱) سکرٹری تبلیغ وصول کردہ ٹریکٹوں کا اندراج رجسٹر میں باقاعدہ کرتا ہے۔ یا نہیں۔

(۲) آیا انصار اللہ کے ذریعہ حسب ہدایت تقسیم کر کے ہر انصاری کو جو تعداد دی گئی ہے۔ اس کا اندراج رجسٹر میں کیا ہے یا نہیں۔

(۳) انصار اللہ کے ذریعے جتنے لوگوں کو پڑھوایا۔ یا سنایا گیا ہے۔ آیا اس کا اندراج رجسٹر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ انسپکٹر کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے کہ آیا اشاعت کے علاوہ انصار اللہ کے تعلیمی اجلاس باقاعدہ ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور یوم التبلیغ مہینہ میں ایک بار منانیکا انتظام ہے یا نہیں اس کارروائی کا اندراج بھی رجسٹر میں موجود ہے یا نہیں۔ غرض لائحہ عمل نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ماتحت انسپکٹر مندرجہ ذیل جماعتوں کے تبلیغی کام کا معائنہ کرنے کے لئے خواجہ عبد الرحیم صاحب موصوف کو مقرر کیا گیا ہے۔ مقیم مبلغین جہاں ہوں۔ کارکنانِ تبلیغ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

انصار اللہ کے لئے ضروری ہدایت

میں نے ٹریکٹ نمبر ۱۳ "پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار" انصار اللہ کی جماعتوں کو بھجوا دیا ہے۔ انصار اللہ میں تقسیم کر دیا جاتے۔ انصار اللہ کثرت سے لوگوں کو پڑھوائیں اور سنائیں۔ پہلے کچھ لوگوں کو پڑھنے کے لئے تقسیم کر دیں۔ اور پھر ان سے لے کر اور اشخاص کو دے دیں۔ ناخواندہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ اس طریق سے جتنی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو سکے کیجائے یہ دو ورقہ آپ کو ایک ماہ تک تبلیغ میں مدد دے سکتا ہے۔

نیز ماہواری رپورٹ میں اس امر کا ضرور ذکر ہو۔ کہ تبلیغی دو ورقہ کتنے اشخاص کو پڑھوایا اور سنایا گیا اور اس کا اثر کیا ہوا؟ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۶ مئی سنہ ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	قمر الدین صاحب جموں	۲۲	M. Allie Abugan ondo Africa
۲	سردار الدین صاحب۔ حیدرآباد دکن	۲۳	S. A Kasem " "
۳	جعفر حسین صاحب "	۲۴	Mohd Salami " "
۴	بشیر الدین صاحب "	۲۵	Ghadamosi osunye " "
۵	آمنہ بیگم صاحبہ ضلع سرگودھا	۲۶	Mohd Aminulai " "
۶	ماسٹر گل محمد صاحب ضلع میانوالی	۲۷	Allie oyenusi " "
۷	سید مرید حسین شاہ صاحب "	۲۸	Abudu Salam "
۸	محمد حسین صاحب بٹ ضلع لاہور	۲۹	Ali Ahikmo " "
۹	حاجی احمد صاحب ضلع تھرپارکر سندھ	۳۰	Abudu Salami " "
۱۰	علی مراد صاحب "	۳۱	Oseni " "
۱۱	اہلیہ حاجی احمد صاحب خان زادی "	۳۲	Sabu " "
۱۲	والدہ " " " حوا "	۳۳	Alimi Adimoiniodo Ijede Af
۱۳	ہمشیرہ " " " جنت بی بی "	۳۴	Abdul Karim "
۱۴	مستری لال الدین صاحب ضلع سیالکوٹ	۳۵	Mohd Samim " "
۱۵	صالح محمد صاحب " سرگودھا	۳۶	Abdul Aziz "
۱۶	جلال صاحب " "	۳۷	Bindu Bam Kanbi "
۱۷	ہاجرہ بی بی صاحبہ اہلیہ عبد اللہ خانصاحب ضلع منٹگمری	۳۸	Abdul Wahab Ile "
۱۸	گلزار محمد صاحب کلکتہ	۳۹	Abdul Aziz B .
۱۹	Zainab Aduke Lagos Africa	۴۰	S. Ajita Ijede "
۲۰	Abdul Hamid Talafim Lagos Africa	۴۱	S. Oke Ajita "
۲۱	Ahgu Othaba Lagoos Africa.	۴۲	Sumaibatu Afimun "

ایک سکھ لڑکے کے متعلق احراری اخبارات کی غلط بیانی

احراریوں اور ان کے غیر مسلم حامیوں نے جو فتنہ انگیزی قادیان میں شروع کر رکھی ہے اس کے سلسلہ میں ایک تازہ واقعہ ایک سکھ لڑکے کی مار پیٹ کا اخبارات میں شائع کیا گیا ہے۔ ادھر پولیس اپنی سرگرمی دکھا رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک مونہہ پھٹ سکھ لڑکا اجیت سنگھ نامی محض فساد کی نیت سے ایک احمدی درزی کی دوکان میں داخل ہو گیا۔ اور احمدی خواتین کے خلاف جو اس وقت وہاں سے گذر رہی تھیں۔ نہایت اشتعال انگیز کلمات کہنے لگ گیا۔ اس وقت وہاں دوکاندار عبد الکریم اور دو اور لڑکے بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے اسے دوکان سے چلے جانے کے لئے کہا۔ اور پھر اسے دوکان سے نکال دیا۔ اس پر وہ پولیس چوکی میں پہنچا۔ اور جا کر چھ لڑکوں کے خلاف رپورٹ لکھا دی۔ اور پولیس نے اس کی رپورٹ پر زیر دفعہ ۱۴۷ بلوہ اور زیر دفعہ ۳۴۲ حبس بے جا میں ان کا چالان کر دیا۔ جن لڑکوں کا پولیس نے چالان کیا ہے۔ ان میں سے تین موقعہ پر موجود ہی نہ تھے۔

معلوم ہوتا ہے احراریوں نے اب جھوٹے مقدمے بنا کر شور و شر پیدا کرنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ ذمہ دار حکام کو دوراندیشی سے کام لے کر معاملہ کی تہ تک پہنچنا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ ۲۔۳ جون ۳۵ء بروز اتوار سوموار ہوگا۔ اس میں حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب۔ حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ مہاشہ محمد عمر صاحب۔ مولوی نذیر احمد صاحب مولوی فاضل کے علاوہ مولوی محمد سلیم صاحب گیانی واحد حسین صاحب۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل شیخ بشیر احمد صاحب

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۵۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

زمین ہمارے مخالفین کے پاؤں سے نکلی جارہی ہے اور میں انکی شکست انکے قریب آتے دیکھ رہا ہوں

ڈاکٹر سر اقبال کا حیرت انگیز بیان

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۳۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت اور

جماعت احمدیہ کے مخلصین

کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادہ سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے

مخالفوں کی صف

میں لا کر کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے اور انہوں نے یہ دعوے کیا۔ کہ وہ ایک منظم صورت میں جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔ پھر اہرار ان کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ اور ذاتی رسوخ۔ اور ذاتی فوائد کے حصول کے لئے اور بعض افراد سے ذاتی بغض وعناد نکالنے کے لئے انہوں نے

احرار کی مدد

کرنی شروع کر دی۔ پھر پیروں۔ گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت ان کے اندر شامل ہوگئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اخباروں۔ اور تقریروں کے ذریعہ سے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کر دیا۔ جہاں تک اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اس جوش وخروش کو دیکھ کر وہ

منافقین کی جماعت

جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اسی طرح لگی رہی ہے۔ جیسے کھیتوں میں چوہے۔ اس نے بھی اپنا سر نکالا۔ اور خیال کیا۔ کہ او ہو۔

آج خوب موقعہ ہے

آؤ ہم بھی انہیں بتائیں۔ کہ ہم کچھ بہادری کرسکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح ادھر اُدھر بل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔

جمعیۃ العلماء

اس وقت تک خاموش تھی۔ کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں سے بغض وعناد ہے۔ مگر جب اس نے دیکھا۔ کہ یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی ایک

خاصی تعداد

کی اس طرف توجہ ہے۔ تو اس نے خیال کیا ایسا نہ ہو

جماعت احمدیہ کے کچلنے کا سہرا

احراریوں کے سر رہے۔ پس اس نے بھی اعلان کر دیا۔ کہ مسلمانان عالم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کا استیصال کریں۔ جب اس زور شور سے اغیار نے جماعت احمدیہ کا مقابلہ ہوتے دیکھا۔ تو اُن میں سے

آریہ سماج کے اخبار

بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے۔ وہ بھی اٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے۔ قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہوگئے۔ اور انہوں نے کہا ہم بھی اپنا سارا زور ان احراریوں کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے لگا دیں۔

ہندوستان کے سیاسی لیڈر

ابھی تک خاموش تھے۔ بلکہ کہنا چاہیئے۔ کہ اُن کا معتد بہ حصہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ ہمیں فتنہ وفساد۔ اور آپس کے تفرقہ سے بچنا چاہیئے۔

اسی طرح اعلےٰ عہدہ دار خاموش تھے۔ یا کم از کم ظاہر میں خاموش تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کہ یہ

طوفان مخالفت

فرو ہونے میں نہیں آتا۔ اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم پیچھے کیوں رہیں۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کر دیا۔ پھر

ڈاکٹر سر اقبال

کو خیال آگیا۔ کہ میں کیوں پیچھے رہوں۔ اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب جو ہمیشہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے۔ بول پڑے اور سمجھا۔ کہ

اسلامیہ کالج کا پرنسپل

ایسی باتوں میں کیوں دخل نہ دے اور کس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اس موقعہ سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اور وہ بھی ہمارے

مخالفین کی صف میں

شامل ہوگئے۔ غرض ہر قوم نے آج چاہا۔ کہ ہمیں کچل دے۔ ایک طرف دُنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں۔ پیرزادے بھی ہیں۔ جمعیۃ العلماء بھی ہے۔ اہلحدیث بھی ہیں۔ دیوبندی بھی ہیں۔ قادیان کے منافق بھی ہیں۔ اور

قادیان کے بعض آریہ اور سکھ

بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں۔ پادری بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ سیاستدان بھی ان کے ساتھ ہیں۔ عہدہ دار بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے۔ گویا دُنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہے۔ مگر

مگر

ہم کیا ہیں

ہم وہی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے

دینِ حق ہمیار و بے کس ہمچو زین العابدین

لیکن ایک ساعت کے لئے ایک منٹ کے لئے بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی ہم میں سے ہر وہ شخص جو ذرہ بھر بھی ایمان رکھتا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے پر غور کر کے اس نے اللہ تعالےٰ کے نور کو دیکھا ہو۔ یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ان طاقتوں کا نتیجہ ہمارے لئے کچھ بھی بُرا ہو سکتا ہے۔ یہ ساری طاقتیں اگر مل جائیں۔ اور ان میں دُنیا کی اور بھی نامور طاقتیں شامل ہو جائیں۔ تو اتنا بھی نقصان ہمیں نہیں پہنچا سکتیں۔ جتنی

مکھی کی بھنبھناہٹ

پہنچا سکتی ہے۔ یہ سب کے سب خوش ہیں کہ ہم نے ایک طاقت جمع کر لی ہے۔ اور ہم بھی خوش ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس طاقت کو توڑنے کے سامان جمع کر رہا ہے۔ وہ زور لگا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنے تمام منصوبوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو مٹا دیں۔ اور ہم خوش ہو رہے ہیں۔ کہ وہ مخفی اور

پوشیدہ طاقتیں

جن کے کچلنے کا ہمارے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہمارے لئے ظاہر کر رہا ہے۔ تا ثابت کرے۔ کہ یہ سلسلہ میرا قائم کردہ ہے۔ کسی انسان کا قائم کردہ نہیں ایک عقلمند کے لئے تو یہ نشان بھی کافی ہو سکتا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ جس کے پاس نہ روپیہ ہے نہ طاقت۔ امراء اس کے مخالف ہیں۔ صوفیا اس کے دشمن ہیں۔ مسلمان اسے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ غیر قومیں اسے نابود کرنا چاہتی ہیں۔ ہندو عیسائی سکھ سب اس سے

بغض و عداوت

رکھتے ہیں۔ مگر اس تمام طوفان مخالفت کے باوجود جو چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہماری جماعت کے مخلصین کے دلوں میں ذرہ بھر بھی

خوف و خطر

نہیں۔ کونسی انسانی طاقت ہے۔ جو یہ

اطمینان کی کیفیت

پیدا کر سکتی ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا منصوبہ ہوتا۔ اگر جماعت احمدیہ کا کام خدا تعالےٰ کا کام نہ ہوتا۔ تو ہر احمدی اس مخالفت کو دیکھ کر

لرزہ بر اندام

ہو جاتا۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ جس قدر فتنہ بڑھتا ہے۔ اسی قدر ہمیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کی تائید کے لئے کوئی اتنا

عظیم الشان نشان

دکھانے والا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ان تمام مخالفتوں کو اس طرح مٹا دے گا کہ وہ نسیاً منسیا ہو جائیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقدمہ کے دوران میں ایک دفعہ کسی دوست نے اطلاع دی۔ کہ مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے۔ اس پر مخالفوں نے سخت دباؤ ڈالا ہے۔ اور اسے مجبور کیا گیا ہے۔ کہ وہ آپ کو

سزا دے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے۔ یہ سنتے ہی آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور نہایت جلال کے ساتھ فرمایا۔ آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ کس کی طاقت ہے۔ کہ وہ

خدا کے شیر پر ہاتھ

ڈال سکے:

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب فوت ہو چکے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح فوت نہیں ہوئی۔ وہ زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اور

دنیا کی تمام طاقتیں

مل کر بھی اسے مٹا نہیں سکتیں۔ نہ ہمارے اندر کے منافق اور نہ باہر کے مخالف۔ بلکہ مخالفت کرنے والے

منافق اور بیرونی دشمن

سب مٹ جائیں گے۔ فنا ہو جائیں گے۔ اور یہ نسل ابھی زندہ ہو گی۔ کہ ان کی

ذلت و رسوائی کے سامان

ہو جائیں گے۔ اور اس وقت کے لوگ اپنی آنکھوں سے اس نظارہ کو دیکھیں گے۔ اور یہ مخالفت اپنی زندگی میں ہی

اپنی موت کا مشاہدہ

کریں گے۔

مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ یہ بڑے بڑے لوگ جو اپنے آپ کو فلاسفر اور شاعر اور کیا کیا کچھ نہیں کہتے۔ سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں جب کھڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کی عقلیں کس طرح ماری جاتی ہیں۔

ڈاکٹر سر اقبال کا بیان

اس کا کھلا ثبوت ہے۔ ان کا بیان پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ یہ وہی ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں جب

کشمیر کمیٹی کا آغاز

ہوا۔ شملہ میں زور دے کر مجھے اس کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ جو کشمیریوں کی آئینی امداد کے لئے قائم کی گئی تھی۔ حالانکہ وہ خالص اسلامی کام تھا۔

پس اس وقت تو ہم مسلمان تھے۔ لیکن آج کہا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلامی جماعت ہی نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ اسلامی جماعت نہیں۔ تو کیوں ۱۹۳۱ء میں سر اقبال نے زور دے کر مجھے ایک اسلامی کمیٹی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ کیا ۱۹۳۱ء میں مجھے پریذیڈنٹ بنانے والے

انگریزوں کے ایجنٹ

تھے۔ جو آج کہا جاتا ہے۔ کہ انگریزوں کی حمایت کی وجہ سے یہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے:

اس وقت میری

پریذیڈنٹی پر زور دینے والے

دو ہی شخص تھے۔ ایک خواجہ حسن نظامی صاحب اور دوسرے ڈاکٹر سر اقبال خواجہ صاحب تو اس موقعہ پر ہماری جماعت کے خلاف بولے نہیں۔ اس لئے ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن ڈاکٹر سر اقبال چونکہ ہمارے خلاف بیان دے چکے ہیں۔ اس لئے ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔ کہ ۱۹۳۱ء میں انہوں نے کیوں

ایک اسلامی کمیٹی

کا مجھے پریذیڈنٹ بنایا۔

اب کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو عام مسلمانوں میں اثر و اقتدار کشمیر کمیٹی میں کام کرنے کی وجہ سے ہی حاصل ہوا حالانکہ اس کمیٹی کی صدارت ڈاکٹر صاحب کے

زور دینے کی وجہ سے

مجھے ملی:

پس کیوں ۱۹۳۱ء میں انہوں نے احمدیوں کو مسلمان سمجھا۔ اور کیوں اب آکر انہیں محسوس ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ کو

مسلمانوں میں سے الگ

کر دینا چاہیئے۔ یا تو انہیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس وقت ہماری حمایت کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے وہ روپے لیکر آئے تھے۔ جو ان کی جیب میں اچھل رہے تھے۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ احمدیوں کو

مسلمانوں میں شامل

کر کے ان کی طاقت کو توڑ دیں۔ اور یا یہ تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اس وقت احمدیوں کو مسلمان سمجھتے تھے۔ اور اب جو کہہ رہے ہیں کہ انگریزوں نے احمدیوں کو طاقت دی۔ تو غلط کہہ رہے ہیں آخر ہمارے عقائد بدلے تو نہیں۔ کہ ڈاکٹر سر اقبال کو اپنی

رائے بدلنے کی ضرورت

محسوس ہوئی۔ بلکہ وہی عقائد ہم اب رکھتے ہیں جو ۱۹۳۱ء میں اور اس سے پہلے تھے مگر ۱۹۳۱ء میں تو ہم ڈاکٹر سر اقبال کے نزدیک

مسلمانوں کے لیڈر

ان کے نمائندہ اور راہ نما ہو سکتے تھے۔ اور ڈاکٹر اقبال میری صدارت پر زور دے سکتے۔ اور میری صدارت میں کام کر سکتے تھے۔ لیکن اب ہمیں

سیاسی طور پر

مسلمانوں میں شامل رکھنے تک پر تیار نہیں ۱۹۳۱ء میں تو ہمارے اسلام کا ڈاکٹر اقبال صاحب کو یہاں تک یقین تھا۔ کہ جب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ وہ کمیٹی جو

انتظام کے لئے

بنائی جائے گی۔ اس کے

کچھ اور ممبر

بھی ہونے چاہئیں - اور ممبروں کے انتخاب کے متعلق بعض قواعد وضع کر لینے چاہئیں - تو ڈاکٹر سر اقبال نے کہا - کوئی قوانین بنانے کی ضرورت نہیں - ہمیں صدر صاحب پر پُورا پُورا اعتماد ہے - اور ہمیں چاہیئے - کہ ہم

ممبروں کے انتخاب کا معاملہ

ان کی مرضی پر چھوڑ دیں - وُہ جسے چاہیں - رکھیں اور جسے چاہیں نہ رکھیں ×

پھر ہنسکر کہا - میں تو نہیں کہتا - لیکن اگر سارے ممبر آپ نے احمدی ہی رکھ لئے تو مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اعتراض کرینگے کہ ان لوگوں نے کمیٹی کے تمام ممبر احمدی بنا لئے - اس لئے آپ ممبر بناتے وقت احتیاط کریں - اور کچھ دُوسرے مسلمانوں میں سے بھی لے لیں - اور سارے ممبر احمدی نہ بنائیں -

لیکن آج سر اقبال کو یہ نظر آتا ہے - کہ احمدی مسلمان ہی نہیں - حالانکہ اس عرصہ میں

کوئی نئی بات

ہمارے اندر پیدا نہیں ہوئی ×

پھر مجھے تعجب ہے - کہ ہماری مخالفت میں اس قدر تک یہ لوگ بڑھ گئے ہیں - کہ ڈاکٹر سر اقبال جیسے انسان - جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے لیڈر - فلاسفر - شاعر - اور

نہایت عقلمند انسان

سمجھے جاتے ہیں - انگریزی حکومت پر یہ اعتراض کرتے ہیں - کہ اُس نے احمدیوں کو کیوں پنپنے دیا - شروع میں ہی اس تحریک کو کیوں کچل نہ دیا - کیونکہ ان کے نزدیک اگر

نئی تحریکات کا مقابلہ

نہ کیا جائے - تو اس طرح اکثریت کو نقصان پہونچتا ہے - پس ان کے نزدیک حکومت کا فرض تھا - کہ احمدیت کو کچل دیتی - بلکہ انہیں شکوہ ہے - کہ انگریزوں نے تو اتنی بھی عقلمندی نہ دکھائی جتنی

روما کی حکومت

نے حضرت مسیح ناصری کے وقت میں دکھائی تھی - انہوں نے اتنا تو کیا - کہ حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکا دیا - گو یہ دُوسری بات ہے - کہ خدا نے اپنے فضل سے انہیں بچا لیا - اس فقرہ کے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں - کہ رومی حکومت نے

جب حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکایا - تو اُس نے ایک جائز - مستحسن - اور

قابل تعریف فعل

کیا - اور اچھا کیا - جو یہودیوں کے شور وغوغا کو سُنکر عیسائیت کے بانی پر ہاتھ اٹھایا یا تو ان لوگوں کو اتنا غصہ آتا ہے - کہ اگر ہم حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو وفات یافتہ کہدیں - تو ان کے

تن بدن میں آگ

سی لگ جاتی ہے - یا اب احمدیت کی مخالفت میں عقل اس قدر ماری گئی ہے کہ کہا جاتا ہے - حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکانے کا فعل جو رومیوں نے کیا - وُہ بہت اچھا تھا - گو پُورا اچھا کام نہیں کیا - کیونکہ وُہ بچ رہے - ان کا فرض تھا - کہ اگر حضرت مسیح ناصری آسمان پر چلے گئے تھے - تو رومی انہیں

آسمان سے کھینچ لاتے

اور اگر کشمیر چلے گئے تھے - تو وہاں سے پکڑ لاتے اور ان کا اور ان کے

سلسلہ کا خاتمہ

کر دیتے - تا کہ یہود کے اتحاد ملت میں فرق نہ آتا - مگر انگریزوں سے تو بہر حال وُہ زیادہ عقلمند تھے - کہ انہوں نے اپنی طرف سے انہیں صلیب پر لٹکا دیا - اور اب

ڈاکٹر سر اقبال کو شکوہ

ہے - کہ انگریزوں نے اتنی جُرأت بھی نہ دکھائی - اور بناوٹی طور پر بھی حضرت مرزا صاحب کو سزا نہ دی ×

یہ بیان ہے جو ڈاکٹر سر اقبال نے دیا - اور مسلمان خوش ہیں - کہ کیا اچھا بیان ہے - حالانکہ اس فقرہ کے سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے - کہ جیسے رومیوں نے

حضرت مسیح ناصری سے سلوک

کیا تھا - ویسا ہی سلوک انگریزوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرنا چاہیئے تھا - اگر اس فقرہ سے ہزارواں حصہ کم بھی کسی احمدی کے مونہہ سے نکل جاتا - تو ایک طوفانِ مخالفت برپا ہو جاتا - اور احراری شور مچانے لگ جاتے - کہ

مسیح ناصری کی توہین

کر دی گئی - لیکن اب چونکہ یہ الفاظ اُس شخص نے کہے ہیں - جو ان کا لیڈر رہے اس لئے اگر وُہ

رومیوں کے مظالم کی تعریف

بھی کر جائیں - تو کہا جاتا ہے - واہ وا - کیا خُوب بات کہی - احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کریں - تو آپ کی ہتک کرنے والے قرار پائیں - اور یہ

حضرت مسیح کی کھُلی کھلی توہین

کریں - تو آپ کی عزت کرنے والے سمجھے جائیں ×

یہ باتیں بتاتی ہیں - کہ مسلمانوں کا ایک حصّہ ایسے مقام پر پہونچ گیا ہے - جہاں سنجات اس کے لئے ناممکن ہو گئی ہے وُہ ہماری دُشمنی میں ہر چیز کو توڑنے کے لئے تیار ہے - وُہ ہماری عداوت میں

اسلام پر تبر

چلانے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت پر تبر چلانے - اور پہلے انبیاء کی عزتوں پر تبر چلانے کے لئے بھی تیار ہیں اور صرف اس ایک مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں - کہ

جماعت احمدیہ کچل دیجائے

لیکن جیسے اسلام - اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم - اور پہلے انبیاء پر جو تبر چلائے جائیں گے - وُہ رائگاں جائینگے - اسی طرح ہر وُہ تبر جو جماعت احمدیہ پر چلایا جائے گا - آخر چکر کھا کر انہی کے پاؤں پر پڑے گا - اور جماعت احمدیہ کو

ایک ذرّہ بھر بھی نقصان

نہیں پہونچا سکے گا - دُنیوی لوگ کہا کرتے ہیں - کہ جب سارے لوگ مخالف ہو جائیں تو اس وقت نرم ہو جانا چاہیئے - ہمارے خیر خواہ مسلمانوں میں سے بعض - اور دوسری قوموں میں سے بھی کئی دفعہ مجھے کہلوا چکے ہیں - کہ ان

شدید مخالفت کے ایام

میں مَیں خاموش رہوں - مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں - میں تمام مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کو

حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ

میں ہی کہتا ہوں - تم سارے مل جاؤ - اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لئے اختیار کرو - قادیان کے اُن منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو - جو کھلم کھُلا تمہاری تائید کر رہے ہیں - اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو - جو نمازیں پڑھتے روزے رکھتے - اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں - مگر اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں

سِلسلہ کے نظام پر ہنسی

اڑاتے - اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں - تم سارے مل جاؤ - اور دن اور رات منصُوبے کرو - اور اپنے منصُوبوں کو کمال تک پہونچا دو - اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تُل جاؤ - پھر بھی یاد رکھو - تم

سب کے سب ذلیل و رسوا

ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے - تباہ اور برباد ہو جاؤ گے - اور

خدا مجھے - اور میری جماعت کو فتح دے گا

کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وُہ

فتح کا راستہ

ہے - جو تعلیم مجھے دی ہے - وُہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے - اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اُس نے مجھے توفیق دی ہے - وُہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں - اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے - اور میں ان کی شکست کو اُن کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں - وُہ جتنے زیادہ منصُوبے کرتے اور اپنی

کامیابی کے نعرے

لگاتے ہیں - اتنی ہی نمایاں مجھے اُن کی موت دکھائی دیتی ہے - پس میں ان دوستوں کے مشورہ کو

قدر کی نگاہ

سے دیکھتا ہوں - لیکن ان سے کہتا ہوں

میری نرمی

خدا کے نشانوں کو چھپانے والی ہو گی میں نرمی کروں - تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ میں نے دُشمن کے حملہ کو اپنی چالاکی سے دُور کر دیا - مگر آج خدا یہ دکھانا چاہتا ہے - کہ

انسانی طاقتیں

اس کے ارادہ کے سامنے ہیچ اور ذلیل ہیں۔ آج خدا اپنی طاقت دکھانا چاہتا۔ اور

اپنے جلال کا مظاہرہ

کرنا چاہتا ہے۔ میں تمام دشمنوں کے سامنے نڈر ہو کر کھڑا ہوں۔ اور کھڑا رہوں گا۔ اور ہر مخلص احمدی سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ وہ دشمن کے سامنے سینہ سپر رہے گا اس لئے میں مخالفوں سے کہوں گا۔ وہ جتنی طاقتیں ہمارے خلاف جمع کرنا چاہتے ہیں ان سب کو جمع کر لیں۔ اور متحدہ طور پر ہمارا مقابلہ کریں۔ ہم خدا کے فضل سے ان سے ڈرتے نہیں۔ بلکہ خوش ہیں۔ کہ اس طرح خدا کی مخفی طاقتیں ظاہر ہوں گی۔ اور لوگوں کو پتہ لگے گا۔ کہ ہمارا سلسلہ انسانوں کا قائم کردہ نہیں۔ بلکہ

خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ

ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جس وقت یہ فتنہ دور ہو گا۔ ہمارے مخالف اور اندرونی منافق وبا زدہ چوہوں کی طرح مر جائیں گے۔ اور دشمن کے ہاتھوں کو توڑ کر خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو

نئی طاقت نئی عظمت اور نئی شہرت

عطا کرے گا۔ اور وہ شرفا ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں سے جو ناواجب طور پر ہم پر حملہ آور نہیں ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی اس نیکی کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کا انعام یا تو انہیں ہدایت کی صورت میں دیگا اور یا دنیوی ترقیات کے ذریعہ ان کی اس نیکی کا انہیں پھل دے گا۔

میں جماعت کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ان باتوں کی پروا نہ کریں۔ ایمان ایک

پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط چیز

ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بم بارشیں ایک پہاڑ میں شگاف پیدا کر دیں۔ مگر مومن کے ایمان کو کوئی چیز کمزور نہیں کر سکتی۔ ہماری حالت اس وقت وہی ہونی چاہیئے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت تھی۔ جب ایک دشمن تلوار لے کر آپ کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت جنگ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضؓ واپس آ رہے تھے۔ کہ

آرام کرنے کے لئے

ایک جگہ بیٹھے اور دوپہر کے وقت اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ کی تلوار لٹک رہی تھی۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تلوار کھینچ کر آپ کو جگایا اور پوچھا۔ بتا تجھے اب میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ

آپ کا یہ کہنا ہی تھا۔ کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ ہماری جماعت کو بھی اسی مقام پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ جب دشمن مقابلہ پر آئے تو مت سمجھو۔ کہ تم اپنی تدابیر سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ تم

اللہ تعالےٰ پر بھروسہ

رکھو۔ اور جب کوئی کہے کہ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ تو تمہارے دل سے یہ آواز نکلنی چاہیئے۔ کہ اللہ اور اس مخالفت کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ سب مخالفت ایک دن اسی طرح مٹ جائیں گے۔ جس طرح

سمندر کی جھاگ

کنارے پر آ کر مٹ جاتی ہے۔ یہ مخالف بھی ہمارے ساحل مراد پر پہنچنے کے وقت جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ ان کی طاقتیں مٹ جائیں گی۔ اور ان کی قوتیں زائل ہو جائیں گی ہاں جو لوگ ان میں سے شریف ہیں۔ وہ اپنی

شرافت کا پھل

پائیں گے۔ اور جو طبیعت تو شریفانہ رکھتے ہیں۔ مگر مخالفین کے پروپیگنڈا کی وجہ سے ان کے

دھوکہ اور فریب

میں آ چکے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ مگر شریر سزا پائیں گے۔ اور دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ کہ

اللہ تعالےٰ کی جماعت کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں

واقعاتِ عالم پر نظر

(۱) کرنل لارنس و فلبی (۲) ہٹلر کی ہٹ (۳) ہندوستان کی ہاکی ٹیم

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

زمانہ اپنی ریتلی عمارت کے ذرات اپنے حوادث کی تیز بہنے والی رو میں اور آبادی و بربادی پیدائش و موت کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے۔ "ہوائیں آسمان پر اور ندیاں زمین پر گاتی رہتی ہیں۔ آدم کے فرزند تو آتے اور جاتے۔ مگر ہم ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں"۔ چنانچہ ہفتہ گذشتہ نے جنگ عظیم کی یاد تازہ کر دی پولینڈ کے بوڑھے مارشل پلڈسکی کی طبعی اور انگلستان کے کرنل لارنس کی ناگہانی موت نے دنیا کو اپنے انجام کی طرف متوجہ کیا مؤخر الذکر کا شاہ فیصل کے تھوڑے عرصہ بعد ملک عدم کو سفر کرنا ان ایام کی یاد دلاتا ہے۔ جب عربوں نے ترکی حکومت سے بغاوت کی۔ اور اس کے نتیجہ میں ارض مقدس رشام) سے ترکوں کا اخراج اور یہود کی آبادی ہوئی۔ نیز زمین محترم (حجاز) سے خاندان شریف حسین کا اخراج اور وہابی اقتدار کا قیام ہوا۔ کرنل لارنس اس زمانہ میں عمر عیار کا سا کام کرتا رہا۔ اور اپنے ملک کی خاطر اپنی جان خطرہ میں ڈالکر برطانوی مفاد کا خادم بنا رہا۔ اگر امرتسر کے موٹر نشین صاحب نور پر اسرار فقیر سائیں کرم شاہ کی صورت میں۔ جیسا کہ ان سے ملنے فوٹو دیکھنے کے بعد شبہ ہوتا تھا۔ کرنل موصوف پنجاب میں برسر خدمت تھے تو ان سے امرتسر یا اور عربوں سے تعلق رکھنے والے دوسرے سیاسی فرزند برطانیہ مسٹر سینٹ جان فلبی سے جدہ میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان اپنے ایسے ابنائے وطن پر بجا ناز کر سکتا ہے۔ برطانوی سیاسیات داد کے قابل ہیں۔ کیونکہ اگر شریفیہ خاندان کا ہاتھ بالا ہوا۔ تو لارنس کی فتح ہوئی اگر ابن سعود فاتح ہوا۔ تو فلبی کی کامیابی اور دونو طرح ڈاؤننگ سٹریٹ کے پو بارہ

(۲)

ہٹلر رئیس جمہوریہ جرمنی نے ۲۲ رمئی کو ۲ گھنٹہ تک جرمن پارلیمنٹ کے سامنے تقریر کی۔ اور اپنے تئیں امن کا حامی تخفیف اسلحہ کا طرفدار اور یوروپ میں کشت و خون کی روک تھام کا ممد و مددگار ظاہر کیا۔ برطانیہ کی ضرورت و عظمت کو تسلیم کر کے ۳۵ فیصدی بیڑہ جہازات جو برطانیہ کے یوروپین بیڑے کے برابر ہے۔ بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ برطانوی دارالامراء میں سوشلسٹ امراء نے جرمنی کی تعریف میں تقریریں کیں۔ برطانوی اخبارات ہٹلر کے ثناخواں ہو گئے ہیں۔ مگر فرانس اس سیاسی کرکٹ میچ میں ہٹلر کی ہٹ Hitler's Hit کو وقت حاصل کرنے کی چال سمجھتا ہے آسٹریا پر قبضہ نہ کرنے کے جرمن اعلان نے روما کا تمام کھیل بگاڑ دیا ہے۔ برطانیہ نے رُوس طفری Ross Tafari سے طلاق Haile Sellasia یعنی اقتدار تثلیث شہنشاہ ابی سینیا کی طرفداری کا اشارہ کر کے ابی سینیا کو بیدار اور مسولینی کے ۱۰ ملین لیرہ کا نقصان کر دیا ہے۔ اور جو خیالی سلطنت اٹلی کے ڈکٹیٹر نے بنائی ہیں۔ سردست اس کا ماڈل مسٹر عدن نائب سکرٹری برطانیہ ممالک خارجہ کے مضبوط گیند اور ہٹلر صاحب کی ہٹ نے توڑ دیا ہے۔

(۳)

ہندوستان کی ہاکی ٹیم نیوزی لینڈ سے کامیاب مقابلے کر کے اب آسٹریلیا میں کھیل رہی ہے۔ اس ٹیم کو بذریعہ بے تار برقی جہاز پر ہی آسٹریلیا کی طرف سے بلاوا آیا تھا۔ مگر انہوں نے اس بلاوا کو جہاز پر سے ہی میزبان نیوزی لینڈ کے سپرد کر دیا۔ اور نیوزی لینڈ نے آسٹریلیا والوں سے ہندوستانی ٹیم کے میچ کا انتظام کر دیا۔ اور بے تار برقی پیغام سے جہاز پر ہی ہندوستانی ٹیم کو اطلاع کر دی۔ ان انتظامات۔ اس خاطر و مدارات۔ اس بین الاقوامی مودت اور رنگ و قوم و مذہب سے بالا مواخات نے جو ہاکی کے طفیل وجود میں آ رہی ہے۔ دنیا کے امن عامہ کی [illegible]

غیر مبائعین کی نہایت ہی قابلِ نفرین حرکت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلم کھلا توہین و تحقیر

لاہور سے میرے نام غیر مبائعین کے اخبار ینگ اسلام کا خاص نمبر آیا۔ مجھے وہ پرچہ دیکھ کر اس قدر افسوس اور رنج ہوا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچ ہزار سپاہیوں سمیت فتح اسلام کے رویاء کو انہوں نے کارٹون میں ظاہر کر کے نہایت ہی مذموم حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔ آجکل لاہوری پارٹی کے اخبارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رویاء کو خواہ مخواہ اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہ انہوں نے ابھی تک پانچہزار سپاہی اکٹھے کئے۔ اور نہ انشاء اللہ تعالےٰ کر سکیں گے۔ اور نہ انہوں نے کوئی ایسی فتح حاصل کی۔ مگر پہلے ہی انہوں نے ڈینگیں مارنی شروع کر دی ہیں اور ایسی خوشیاں منا رہے ہیں۔ کہ گویا یہ رویاء مولوی محمد علی صاحب پر پورا ہو چکا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے ایک تصویر میں مولوی محمد علی صاحب کو گھوڑے پر فوجی لباس میں دکھایا گیا ہے۔ اور پیچھے پانچ ہزار سپاہی ہیں۔

اخبار "ینگ اسلام" جلد ۱ نمبر ۳۲ و ۳۳ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء کے صفحہ اول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل فوٹو ہے۔ جس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ اسے دیکھ کر حقیقتاً قلبی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ مگر اسی اخبار کے صفحہ ۵ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معاذ اللہ معاذ اللہ ایک کارٹون دیا گیا ہے۔ جو اکابر غیر مبائعین کا طبعزاد ہے۔ اس کارٹون میں آپ ایک انگریز لیڈی کو قرآن مجید کا نسخہ ہدیۃً دے رہے ہیں۔ اور آپ کا دوسرا ہاتھ کرسی پر ہے۔ صفحہ ۶ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور بناوٹی تصویر شائع کی گئی ہے جس میں آپ کو ایک گھوڑے پر فوجی لباس میں ملبوس دکھایا گیا ہے۔

آپ کے بائیں جانب شمشیر بہ نیام آویزاں ہے آگے کی طرف مخالفین کھڑے کہہ رہے ہیں یہ کیسا مہدی ہے۔ جس کے پاس نہ تلوار ہے اور نہ فوجیں۔ اور نہ ہی یہ غارتگری کرنا چاہتا ہے۔ "ینگ اسلام" کے ایڈیٹر کی بیہودگی ملاحظہ ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دائیں ہاتھ میں قرآن شریف دکھا کر اور بائیں طرف شمشیر آویزاں کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ بتاتا ہے۔ کہ تمام قوت قرآن مجید کے اندر ہے۔ اسی سے دنیا فتح کی جا سکتی ہے۔ حالانکہ تصویر اس کی تغلیط کر رہی ہے۔ صفحہ ۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا دکھلایا گیا ہے۔ اور ایک کمرے کے فرش اور چھت کے اوپر دو آدمی دکھائے ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکے بعد دیگرے ایک لاکھ سپاہی طلب کرتے ہیں۔ صفحہ ۸ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد علی صاحب دونوں کو گھوڑوں پر فوجی لباس میں سوار مصافحہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ تلواریں بھی دونوں کے پہلو میں آویزاں ہیں۔ مگر "ینگ اسلام" کے آزمودہ کار مرد میدان مدیر کی جدت ملاحظہ ہو۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارٹون میں شمشیر بائیں طرف دکھائی ہے۔ اور مولوی صاحب کے دائیں طرف اور مولوی صاحب کے پیچھے سپاہی کھڑے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے مولوی محمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ فتح آپ کیلئے مقدر ہو چکی ہے۔

مجھے غیر مبائعین کی اس حرکت پر کوئی اعتراض نہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویاء کو مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں کرنیکی کوشش کریں مگر مجھے یہ دیکھ کر انتہائی قلق اور صدمہ ہوا۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک اور تذلیل کرنیکا ایک نیا طریق دنیا کے سامنے پیش کیا ہے

کتنے رنج کی بات ہے۔ کہ غیر مبائعین ہمارے پیارے آقا و مطاع کے طبعزاد کارٹون شائع کرنے لگ گئے ہیں۔ اس حماقت اور جہالت کی ان سے توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ آج انہوں نے یہ شرمناک فعل کیا ہے۔ کل سرور دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بھی معاذ اللہ معاذ اللہ شائع کرنے شروع کر دینگے۔ مگر انہیں ایسی ہرگز جرأت نہ ہوگی۔ کیونکہ احراریوں کا ڈنڈا اور خنجر آبدار انہیں سیدھا رکھنے کیلئے کافی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت احمدیہ غیر مبائعین کے اس ناپاک اقدام کے خلاف پروٹسٹ اور اظہار نفرین کرے تاکہ یہ سلسلہ یہیں ختم ہو جائے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویا کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ متذکرۃ الصدر ہجو قسم حرکات کرنے کے باوجود غیر مبائعین کا ادعا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رویاء مولوی محمد علی صاحب اور ان کی جماعت پر صادق آتا ہے۔ میں نے اسے بہتیرا غور کر کے دیکھا۔ مگر مجھے کسی صورت میں یہ مولوی صاحب پر چسپاں ہوتا نظر نہ آیا۔ حقیقت تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور جب یہ رویاء پورا ہو جائیگا تو سب پر اظہر من الشمس ہو جائیگا۔ لیکن اگر قبل از وقت اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں تو وہ ہمارے پیارے آقا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور آپ کی جماعت پر صادق آتی ہے۔

میں مولوی محمد علی صاحب سے اس بات میں اتفاق کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی استمداد اپنوں سے ہی ہوگی۔ غیروں کے خلاف مگر کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين کی آیت جماعت احمدیہ قادیان پر صادق آتی ہے۔ نہ کہ لاہوری پارٹی پر اور یہ آیت سراسر جماعت احمدیہ قادیان کی ترقی اور فتح کے متعلق ہے۔ اس کے لئے امور ذیل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو آدمیوں کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ جن میں سے ایک فرشِ زمین پر بیٹھا ہے۔ اور دوسرا چھت پر۔ اس سے یہ عیاں ہے۔ کہ زمینی آدمی وہی ہے۔ جو زمینی خیالات کا بندہ ہے۔ ورنہ وہ بھی دوسرے آدمی کی طرح چھت پر بیٹھا ہوتا۔ اور دوسرا آدمی آسمانی اور روحانی خیالات کا مالک ہے۔ زمین پر بیٹھنے والے شخص سے مراد یہ بھی لیجا سکتی ہے۔ کہ وہ اپنی کامیابی کا انحصار دنیوی ذرائع پر رکھتا ہے۔ اور چھت والا شخص دنیوی ذرائع پر بھروسہ نہیں رکھتا۔ بلکہ خدائی امداد اور آسمانی اور غیبی مدد پر تکیہ رکھتا ہے۔ اب اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ کہ کونسی شخصیت اس اشارہ کی مشار الیہ ہو سکتی ہے۔ احراری شور مچا رہے ہیں۔ کہ احمدی جماعت دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن مدیر پیغام صلح اور مولوی محمد علی صاحب بار بار یہی کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی چار ہائیکورٹیں ہمیں مسلمان بنا چکی ہیں۔ ہم عقائد میں تمہارے ساتھ متفق ہیں تم ہمیں اپنے سے الگ نہ کرو۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا جواب ملاحظہ ہو۔ کہ اگر روئے زمین کے تختہ پر صرف ایک احمدی ہی ہو۔ تو بھی کوئی طاقت اسے مسلمان کہلانے سے نہیں روک سکتی۔ کیونکہ انہیں غیبی تائید حاصل ہے۔ اس کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب کا صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ہزاروں روپے لیکر انگریزی ترجمۃ القرآن کرنا۔ ترجمہ اپنے نام سے شائع کرنا۔ اس سے مالی فائدہ اٹھانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ماننے اور لکھنے کے باوجود صرف مجدد پر تنزل کر لینا کیا زمینی آدمی کا ہی کام نہیں۔ مزید برآں ان کی جماعت کے تازہ کارنامے بھی ملاحظہ ہوں۔ ان شورش کے ایام میں احراریوں کو خوش کرنے اور جماعت احمدیہ قادیان کو مبتلائے مصائب بنانے کیلئے نئے سرے سے بحث کی طرح ڈالنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ سمندر خاں ہزاروی کا رسوائے عالم بیان شائع کیا جاتا ہے۔ ان سب سے بڑھکر یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارٹون شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ پس ثابت ہوا مولوی صاحب زمینی اور حضرت امیر المومنین آسمانی ہیں۔

۲۔ یہ امر غور کے لائق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ دونوں شخصیتوں سے ایک ایک لاکھ سپاہی طلب کرتے ہیں۔ میری تشریح کے مطابق آپ کا پہلا سوال مولوی محمد علی صاحب سے ہوا۔ مگر شاید بعض خیال کریں۔ کہ انکی تو اتنی جماعت ہے ہی نہیں پھر یہ غیر ضروری سوال کیا؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں صرف وہی لوگ نہیں سمجھنے چاہئیں۔ جو براہ راست انکی جماعت میں شامل ہیں بلکہ وہ لوگ بھی سمجھے جائیں گے۔ جو جماعت احمدیہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہوئے غیر مبائعین کو دائرہ اسلام کے اندر شمار کرتے ہیں۔

(ب) چونکہ مولوی محمد علی صاحب کے ہمخیال لوگ ان کو واجب الاطاعت لیڈر تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے مولوی صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کی کوئی ذمہ داری لینے کی بجائے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ ورنہ اگر ان کو واجب الاطاعت امام سمجھا جاتا تو وہ ہرگز خاموشی اختیار نہ کرتے۔ اگر آپ ایک لاکھ کا مطالبہ پورا نہ کر سکتے۔ تو اس سے کم کر دیتے جتنا ان کی طاقت میں تھا جیسا کہ اس چھت والے آدمی نے پانچہزار کی شکل میں کر دکھایا۔ مگر مولوی صاحب کا بالکل خاموش ہو کر سر نیچے جھکا لینا ثابت کرتا ہے کہ آپ ایک شخص کی طرف سے بھی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے کہ انہیں امید نہیں۔ کہ ان کی پارٹی ان کے کہنے پر چلے گی۔ اسی لئے شرمندہ ہو کر سر نیچے جھکا لیتے ہیں۔ مولوی صاحب کی جماعت کی حالت اسی مثال کی تصدیق کرتی ہے۔

(ج) سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جماعت کے لیڈر سے یہ سوال کیوں کیا گیا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان منافقین کی جماعت کا بھانڈا پھوڑنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ جماعت اور اس کا لیڈر گشتہ پانی میں ہے۔ ایک زمانہ آئے گا۔ کہ یہ حقیقت آشکار ہو کر رہے گی۔

(د) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اس رؤیا کے صحیح مصداق ہیں۔ ایک لاکھ سپاہیوں کے مطالبہ پر پانچ ہزار سپاہیوں کی جمعیت دی جاتی ہے۔ آپ کی جماعت کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔ مگر سپاہیوں میں بچے بوڑھے اور عورتیں شامل نہیں کی جاتیں۔ اور ایک لاکھ کی تعداد اسی جگہ مہیا کی جائے گی۔ جہاں جنگ ہوگی۔ اور زیادہ تر اس کے گردونواح سے جہاں احمدیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ دور دراز ممالک میں رہنے والے شامل نہیں ہو سکتے۔ مزید برآں گھروں۔ بچوں۔ عورتوں اور ضعیفوں کی حفاظت کے لئے بھی آدمی چھوڑے جاتے ہیں۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدی مجاہدین کی تعداد پانچ ہزار رہ جاتی جو صحیح ہے اور انہی کو میدان جنگ میں لانے کا آپ نے وعدہ فرمایا۔

میرے خیال میں یہ رؤیا آج کل ہی پورا ہو رہا ہے۔ جہاں تک میں اندازہ کر سکتا ہوں۔ اس سے تحریک جدید کے ماتحت کام کرنے والے مراد ہیں۔ شائد یہ کہنا صحیح ہو کہ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کی تعداد کم و بیش پانچ ہزار ہی ہو۔

۳۔ یہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لاکھ سپاہیوں کا مطالبہ ضرورت کے وقت ہی کیا ہے۔ مگر غیر مبایعین کو کونسی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ وہ پانچ ہزار سپاہی جمع کرنے کے خواہ مخواہ نوٹس شائع کر رہے ہیں۔ یہ ضرورت تو جماعت احمدیہ قادیان کو درپیش ہے۔

۴۔ غیر مبایعین نے اخبار میں جنگ کی تصاویر کھینچی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیوں کو میدان جنگ میں کارہائے نمایاں دکھانے کے لئے جمع کیا جائیگا مگر غیر مبایعین تو میدان جنگ کا نام سنتے ہی گھبراتے ہیں۔ اور تصویروں سے ہی یہ شوق پورا کرتے ہیں۔ شاید ان تصاویر سے اب یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ گویا وہ اپنی تلواروں کے جوہر بھی میدان جنگ میں دکھا چکے ہیں۔

۵۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين کا مصداق غیر مبایعین کا اپنے آپ کو سمجھنا غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استمداد طلب کرنا غیر احمدیوں کے مقابلہ میں ہے جن کی تعداد احمدیہ جماعت سے کہیں زیادہ ہے۔ ورنہ غیر مبایعین کا اس آیت کو اپنے پر وارد کر کے یہ مراد لینا کہ احمدیت اس طرح آہستہ آہستہ ترقی کریگی جس طرح کہ لاہوری جماعت کر رہی ہے سخت حماقت ہے۔ لاہوری جماعت کی ترقی نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیا خدا کے برگزیدوں کی جماعتیں اسی طرح ترقی کیا کرتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ جماعت احمدیہ قادیان خدا کے فضل سے اس وقت حیرت انگیز ترقی کر رہی ہے۔ اور غیر احمدیوں کے مقابلہ میں قلیل ہوتے ہوئے ان پر انشاء اللہ غالب آجائے گی۔ خادم۔ امیر عالم پٹیالوی

یو پی احرار کانفرنس سہارنپور کی حقیقت

کچھ دنوں سے اشتہارات و اخبارات کے ذریعہ اعلانات یہ اعلانات کئے جا رہے تھے۔ کہ پنجاب کی فضاء کو مکدر رکھنے کے بعد احرار کا رخ یو پی کے سادہ لوحوں کے روائتی اخلاق و عادات کو بگاڑنے اور خراب کرنے کی طرف ہوگا۔ اور ۱۱ و ۱۲ مئی کو سہارنپور میں بہت بڑے پیمانہ پر کانفرنس کرینگے مگر جب ۱۱-۱۲ مئی کے دن قریب آئے اور مولوی حبیب الرحمن وغیرہ نے سہارنپور پہنچ کر چندہ وغیرہ کا جائزہ لیا۔ تو وہ تنور شکم کو سرخ کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہوا۔ اس پر انہوں نے پہلی تاریخیں بدل کر ۱۸-۱۹ مئی کی تاریخیں مقرر کر دیں۔ اور ہفتہ بھر سیم و زر جمع کرنے میں صرف کیا مختلف مقامات پر جلسے کر کے احمدیت کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ نفرت دلائی اور پھر چندہ کا مطالبہ کیا۔

اسی اثناء میں ایک احمدی کے مکان پر ایک دستہ لفنگوں کا رنگ برنگے پوش دے کر بھیجا گیا۔ جس نے نہایت بے باکی سے بدزبانی کا مظاہرہ کیا۔ اور مکان کی دیوار پر ۱۳ مئی کو بوسیدہ اشتہارات چسپاں کر دئے۔ جن پر ۱۱-۱۲ مئی کو کانفرنس کے انعقاد کا اعلان تھا۔ دیواروں پر اشتہارات چسپاں کرنے کے بعد وہ مکان کے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ اور کواڑوں پر بھی اشتہار چسپاں کرنے لگے۔ ہم نے ان سے کہا۔ جب دیواروں پر تم نے کافی اشتہار چسپاں کر دئے ہیں۔ تو دروازوں پر لگانے کی ضرورت نہیں۔ مگر انہوں نے کہا۔ جہاں ہمارا جی چاہے گا لگائینگے۔ اور کوئی ہم کو روک نہیں سکتا آخر انہوں نے کواڑ پر باوجود منع کرنے کے چسپاں کر دئے۔ اور پھر نہایت گندے نعرے لگاتے ہوئے چلے گئے۔

پولیس اور احرار

ہم نے ان کی اس حرکت کی اطلاع پولیس کو دے دی۔ مگر پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی۔ اس کے بعد احرار نے برابر رات اور دن کئی کئی مرتبہ ہمارے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر گندے مظاہرے کرنا اور گالیاں بکنا۔ ناچنا اور گندے نعرے لگانا شروع کر دئے۔ ہم پھر کوتوال صاحب کے پاس گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ جب وہ پھر ایسا کریں۔ تو ساتھ والی پولیس چوکی میں اطلاع کرنا۔ رات کو پھر جب وہ اس طرح جمع ہوئے۔ اور گالیاں دینے۔ شور مچانے اور ناچنے کے جوہر دکھانے لگے۔ تو قریباً نصف گھنٹہ تک ہم ان کا یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ اور دعا کرتے رہے۔ کہ اے اللہ اپنے نبی فخر موجودات سید الاولین والآخرین کی امت پر رحم فرما۔ آخر ایک شخص کو پولیس چوکی بھیجا گیا۔ جونہی ان لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ ان کی حرکات کی پولیس میں اطلاع دی جا رہی ہے۔ وہ سب بھاگ گئے۔

دوسرے دن جب کہ ایک پولیس مین اس جگہ مقرر کر دیا گیا۔ تو پھر ان لوگوں نے مکان کے سامنے گندے مظاہرے ترک کر دئے اور ۲۱ مئی تک کوئی مظاہرہ نہ کیا۔ مگر ۲۲ کو پھر شروع کر دئے۔

احرار کا جلوس

بعض احراری اخباروں نے جلوس کے متعلق جو اعلانات اور اطلاعات شائع کی ہیں۔ وہ اس قدر جھوٹ اور مبالغہ سے پر ہیں۔ کہ شہر سہارنپور اور اردگرد سے آنے والے وہ لوگ جو ہم سے جا کینہ اور عداوت نہیں رکھتے۔ نفرت کا اظہار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور جونہی احراریوں کی طرف سے روئداد چھپی۔ ہندو مسلم شرفا نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ سراسر جھوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ احراریوں نے لکھا کہ جلوس میں ۲۰ ہزار آدمی تھے۔ حالانکہ دو سو سے ہرگز زائد نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے جلسہ میں ۵۰ ہزار کا مجمع اور پھر ۷۵ ہزار کا مجمع ظاہر کیا۔ حالانکہ ۶-۷ ہزار سے کسی وقت بھی زائد لوگ جمع نہیں ہوئے۔

جلوس کی کیفیت

وہ بازار جس سے جلوس گذرا۔ وہ تین فٹ

کے قریب چوڑا ہے۔ سب سے آگے ۶۔۷ سائیکل سوار کراچی کے ماتم کی صف کو روندتے ہوئے گذر گئے۔ ان کے بعد ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر صف ماتم کو خراب کرتا ہوا گذرا۔ پھر ۶۔۷ گھوڑے سوار ہاتھوں میں مصنوعی نیزے پکڑے۔ صف ماتم کو تار تار کرتے نکل گئے۔ ان کے پیچھے پندرہ۔ پندرہ بیس بیس آدمیوں کی چند ٹولیاں تھیں۔ اور صرف دو موٹریں تھیں۔ ایک موٹر جس میں مولوی حبیب الرحمٰن وغیرہ تھے۔

ان کے پیچھے صرف دو گھوڑے گاڑیاں تھیں۔ اور ان پر جلوس کا خاتمہ تھا۔ اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جلوس ہزارہا افراد پر مشتمل تھا۔ یا گنتی کے کچھ لوگوں پر۔ رہے تماش بین۔ وہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ جمع ہو جاتے ہیں۔ اس میں احرار کی کوئی خصوصیت نہیں۔

جلسہ گاہ

جلسہ کی رپورٹ درج کرنے والوں کو اس بات کا اقرار ہے۔ کہ لوگ سب سائبانوں کے نیچے تھے۔ اور یہ ہے بھی سچ کیونکہ دھوپ میں بیٹھنا مشکل تھا سائبانوں کی وسعت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ لکڑیاں جو ارد گرد لگائی گئی تھیں۔ لمبائی کی طرف ۱۵۔ اور چوڑائی کی طرف ۱۱ تھیں۔ یہ تعداد معہ اس حصہ کے ہے۔ جو بعد میں زائد کیا گیا تھا۔ ہر ایک لکڑی کا درمیانی فاصلہ قریباً ۸ فٹ تھا۔

تقاریر کا خلاصہ

تمام تقاریر کا خلاصہ یہی تھا۔ کہ ہم گورنمنٹ کو بھی مٹا دیں گے۔ اور احمدیت کو بھی تباہ کر دیں گے۔ بشرطیکہ ہم کو چندہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ گالیاں اور بکواس تھی۔ جو جماعت احمدیہ کے علاوہ ان تمام شرفاء کے خلاف کی گئی۔ جنہیں احراری اپنی فتنہ پردازیوں کے مخالف سمجھتے ہیں۔

عبرت

ایک موقعہ پر رات کے جلسہ میں عطاء اللہ صاحب بخاری ادھر ادھر کی باتیں کر کے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے خلاف ناپاک الفاظ منہ سے نکالنے ہی والے تھے۔ کہ بجلی کی کرنٹ بند ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا۔ قریباً ۴۔ منٹ تک روشنی نہ ہوئی۔ اس سے چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ وہ عبرت حاصل کرتے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو بتایا تھا۔ تم اندھیرے اور ظلمات کی طرف جا رہے ہو۔ اور اس کا انجام تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔ مگر اس بدطینت نے روشنی ہونے کے بعد اپنی گندی فطرت کا بڑے زور سے مظاہرہ کیا۔ اور نہایت ہی ناپاک الفاظ استعمال کئے۔

احمدیت کا غلبہ

ایام جلسہ میں ہمارے ایک معزز احمدی دوست اپنے کسی عزیز کی شادی کی تقریب پر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں تبلیغی گفتگو شروع ہوئی۔ تو فریقین نے تصفیہ کیا کہ اپنے اپنے علماء کو بلا کر پرائیویٹ جگہ پر تبادلہ خیالات کرائیں گے۔ چنانچہ جب وہ واپس آئے۔ تو ہماری طرف سے مکرم شیخ فضل حق صاحب اور محمد حنیف صاحب۔ غیر احمدی معززین کے ساتھ ان کے مولوی صاحبان کے پاس بغرض تصفیہ مضمون اور ضروری شرائط۔ تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی عطاء اللہ مولوی حبیب الرحمٰن اور عبد الکریم مستری وغیرہ سب بیٹھے تھے گفتگو شروع ہوئی۔ مگر ان میں سے کوئی کسی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔

عطاء اللہ صاحب بخاری نے تو کہہ دیا۔ کہ ہم یہ تو مانتے ہیں۔ کہ نبی آ سکتا ہے مگر یہ نہیں مانتے کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ حبیب الرحمٰن صاحب نے کہا ہم تو یہ بھی نہیں سکتے کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے فرمایا۔ پہلے آپس میں فیصلہ کر لو۔ کہ تم کس مسئلہ پر جمع ہونا چاہتے ہو۔ مگر کوئی تصفیہ نہ ہوا۔

لطیفہ

اس موقع پر ایک لطیفہ ہوا۔ دوران گفتگو میں شیخ فضل حق صاحب نے عطاء اللہ صاحب سے کہا۔ مولوی صاحب آپ کی ایک دعا تو بڑی جلدی قبول ہو گئی بخاری صاحب نے خوش ہو کر پوچھا بھائی میری کونسی دعا قبول ہو گئی۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اگر مجھ کو اور مرزا محمود (ایدہ اللہ تعالیٰ) کو ایک کوٹھڑی میں اکٹھا کر دیا جائے۔ تو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ پھر جس کو خدا دے۔ بخاری صاحب کہنے لگے۔ کہ ہاں کہا تو تھا پھر یہ پورا کس طرح ہوا۔ شیخ صاحب نے کہا۔ آپ کی دعا گورداسپور میں پوری ہو چکی ہے۔ ہمارے حضرت امیر المومنین اور آپ کو ایک کمرہ (عدالت) میں جمع کیا گیا۔ پھر جس کو خدا نے چاہا دیا۔ اس پر بخاری صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے۔

احراریوں کا فرار

دوسرے دن محمد حنیف صاحب احمدی اور ان کے رشتہ دار محمد اسحاق صاحب نے ایک تحریری معاہدہ کیا۔ کہ زیر بحث مسئلہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام ہوگا دلائل صرف قرآن کریم سے پیش کئے جائیں گے۔ اس تحریر کے بعد محمد حنیف صاحب تو مجھے بلانے کے لئے آ گئے۔ اور محمد اسحٰق صاحب اپنے علماء کو بلاتے گئے۔ ہم فوراً وقت مقررہ اور جگہ مقررہ پر پہنچ گئے۔ مگر فریق ثانی میں سے ۹ بجے تک کوئی نہ آیا۔ ۹½ بجے محمد اسحاق صاحب آئے۔ اور کہا کہ ہمارے مولوی شرائط میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ نے جو معاہدہ کیا تھا۔ اگر آپ اس پر قائم ہیں تو آپ کے مولویوں کو کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے محمد اسحاق صاحب نے کہا۔ میں تو اپنے معاہدہ پر قائم ہوں مگر ہمارے مولوی نہیں مانتے۔ میں نے کہا۔ پھر آپ محمد حنیف صاحب کو لکھ دیں۔ کہ میں تو اپنے معاہدہ پر قائم ہوں مگر ہمارے مولوی مجھے شرائط توڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نیا معاہدہ کریں۔ کہنے لگے میں اپنے معاہدہ پر قائم ہوں۔ میں نے کہا۔ پھر تشریف لے جائیں اور اپنے مولویوں کو بلا لائیں۔ اس پر وہ پھر گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کے کچھ رشتہ دار بھی گئے۔ اس دوران میں شہر میں یہ خبر پھیل چکی تھی۔ کہ احمدی مولوی سے فلاں مقام پر احراری مولویوں کا مناظرہ ہوگا۔ اس لئے لوگ وہاں آنے شروع ہو گئے۔ مگر وہاں صرف مجھے دیکھ کر حیران ہو جاتے۔ اور کچھ دیر اپنے مولویوں کی انتظار کر کے بڑبڑاتے ہوئے چلے جاتے۔ اسی تانے بانے میں بارہ بج گئے احراری مولویوں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آ کر معززین کے سامنے سیر کے تبادلہ خیالات کرتا۔ محمد اسحاق صاحب نے پیغام بھیج دیا کہ مولوی صاحبان دعوت کھانے جا رہے ہیں۔ تین بجے ان میں سے کسی کو لانے کی کوشش کی جائے گی۔ جب ان کا یہ پیغام آیا۔ تو جو غیر احمدی ہمارے پاس بیٹھے تھے۔ وہ اپنے علماء کو کوستے ہوئے چلے گئے۔ اور ہم بھی واپس آ گئے۔

اس کا اثر غیر احمدیوں پر بالعموم اچھا پڑا۔ عام طور پر لوگ کہنے لگ گئے۔ کہ سٹیج پر کھڑے ہو کر تو ہمارے مولوی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں۔ کہ ہم یہ کر دینگے اور وہ کر دیں گے۔ ہم قادیان کو فتح کر لیں گے۔ مگر جب قادیان کا ایک مولوی ان کے گھر میں آ کر بیٹھا ہے۔ تو چوہوں کی طرح سب اپنے بلوں میں گھس گئے۔

شام کو مدرسہ مظہر العلوم کے ایک استاد مولوی نور محمد صاحب نے پیغام بھیجا کہ کل تین بجے وہ ہمارے مکان پر تبادلہ خیالات کے لئے آئیں گے۔ دوسرے دن ۵ بجے شام تک انتظار کیا گیا۔ مگر وہ نہ آئے۔ اس طرح انہوں نے احمدیت کے دلائل کے سامنے اپنی کمزوری اور عجز کا اقرار کر کے ثابت کر دیا۔ کہ احمدیت کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔

ابو البشارت عبد الغفور مولوی فاضل

ایک غلطی کی اصلاح

ٹریکٹ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار ساڑھے چار روپے۔ ہزار نہیں۔ بلکہ اڑھائی روپے ہزار چوہدری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس سے طلب کیا جائے اس وقت تک پندرہ ہزار تک اس ٹریکٹ کی اشاعت ہو چکی ہے۔ احباب نے اسے نہایت پسند کیا ہے۔ چنانچہ ایک دوست بہاولپور سے لکھتے ہیں۔ کہ یہ عین موقعہ پر شائع کیا گیا ہے۔ اور جس قدر اس کی اشاعت ہو اسی قدر کم ہے۔ نظارت نے اپنے بجٹ کے اندر دس ہزار شائع کیا ہے اگر دوست ہمت کریں تو پچاس ہزار کی اشاعت ان کے نزدیک نہایت

احراریوں کے ناقابلِ برداشت ظلم و ستم اور حکومت کی بے اعتنائی کے خلاف دردناک صدائے احتجاج

صدر نیشنل لیگ قادیان کی درد انگیز تقریر اور اہم قرار دادیں!

قادیان ۲۷ مئی۔ آج ۹ بجے شب نیشنل لیگ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس احمدیہ کمپاؤنڈ میں زیر صدارت قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے منعقد ہوا۔ جس میں اخبار "احسان" اور "زمیندار" کی کذب بیانیوں کو طشت از بام کیا گیا۔ ان کے جھوٹے اور گندے پراپیگنڈا کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ حکام بالا کو توجہ دلائی گئی۔ مولانا عبد الرحیم صاحب نیر اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے پرزور تقریریں کیں۔ ان کے بعد صدر نے اپنی تقریر لکھی ہوئی پڑھی۔ اور دو ریزولیوشنز پیش کئے۔ جو باتفاق آراء منظور ہوئے۔ تقریر اور قرار دادیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

صدر نیشنل لیگ کی تقریر

رعایا میں فساد پیدا کرنے کی پالیسی

احباب! ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اس کی پالیسی Devide and Rule یعنی رعایا میں تفریق پیدا کر کے حکومت کرنا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے بنیادی طور پر تو حکومت کے اصول ایسے نہیں بلکہ اس کے خلاف حکومتِ برطانیہ کو اس امر پر ناز ہے۔ کہ اس جیسی منصف۔ عدل گستر۔ ہمدرد رعایا رعایا کو معراجِ تہذیب پر پہونچانے والی گورنمنٹ اور کوئی نہیں ہے۔ مگر بایں ہمہ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا ہے۔ کہ حکومت دو قوموں یا دو مذاہب کے پیروکاروں کو آپس میں لڑا کر اور خود علیحدہ ہو کر تماشا دیکھنے لگ جاتی ہے۔ اور رعایا کے اس باہمی نفاق سے فائدہ اٹھا کر حکومت اپنا رعب قائم رکھتی ہے۔ ان باتوں سے خواہ کوئی کتنا ہی انکار کرتا جائے۔ مگر بدقسمتی سے ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جن کی بنا پر لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ گورنمنٹ براہ راست اس قسم کا ماحول پیدا کرنے میں ممد ہوتی ہے۔ مگر یہ ضرور کہونگا۔ کہ اس قسم کا ماحول پیدا کرنے میں حکومت کے بعض خود غرض حکام کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ گورنمنٹ کو جبکہ اشتعال انگیز امور کی طرف توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ اور ان کے متعلق انسدادی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ بھی دیا جاتا ہے۔ اور حتی الوسع امداد کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو بھی حکومت ذرہ بھر ان امور کے انسداد کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ ان حالات میں دلوں میں بدظنی کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں پانچ دفعہ نہیں۔ بیسیوں دفعہ حکومت کے سامنے سر پیٹا جاتا ہے۔ آنسو بہائے جاتے ہیں۔ دلآزار واقعات کو پیش کیا جاتا ہے مگر حکومت ہے۔ کہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر کچھ کارروائی ہوتی بھی ہے۔ تو وہ فریادیوں کے خلاف۔ بجائے اس کے کہ ایسے واقعات کا کلی طور پر انسداد کیا جائے۔ حکومت الٹا دشمنوں کی طرفداری کرنے لگ جاتی ہے۔

ان حالات میں صرف ان لوگوں کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ جن کو حکومت کے ان کوتہ اندیش افسران کا علم ہے۔ جو حکومت کو بدنام کرنے میں کوشاں ہیں۔ بے شک حکومت کا جس کو حکومت کہا جاتا ہے۔ اس میں کچھ دخل نہیں۔ یہ صرف حکومت کی کرسی سے فائدہ اٹھانے والے کینہ پرور لوگوں کا کام ہے۔ مگر عام لوگ اس قدر گہرے نہیں جا سکتے۔ وہ تو بس یہ جانتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ حکومت کے آدمی ہیں۔ اس لئے حکومت کے اشارہ ہی پر ایسا کر رہے ہیں۔

پیشوایانِ مذاہب کی تحقیر کا انسداد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوربین آنکھوں نے آج کل کا سماں پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی جماعت احمدیہ کے خلاف دنیا زور لگا رہی تھی۔ مگر وہ زور اس قسم کا منظم نہیں تھا۔ جس طرح کہ آج کل ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ اللہ تعالےٰ نے فراست دی تھی۔ اور حضور یہ دن اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس لئے آپ نے گورنمنٹ پر زور ڈالا۔ کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے۔ جس کی موجودگی میں ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے پیشواؤں کو تہذیب اور اخلاق کے معیار سے گرے ہوئے ناموں سے یاد نہ کریں۔ حضور کی وفات کے بعد بھی جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے سامنے پے در پے ایسے افسوسناک واقعات رکھے جو محض ایک دوسرے مذہب کے پیشواؤں کی ہتک اور توہین کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے رہے۔ کئی ہندو اس واسطے قتل کئے گئے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔ اور ان کے قاتلوں کو شہید کا خطاب دے کر جاہل لوگوں نے عوام کے دل میں یہ بٹھا دیا۔ کہ اس طرح قتل کر دینا خدا کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔

جہلا کا اشتعال

جہلا کی یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ نہ وہ تہذیب جانتے ہیں نہ شرافت کے نام سے واقف ہوتے ہیں۔ ذرا کسی نے مذہب کا نام لیا۔ یا بڑے بڑے خوشنما الفاظ کہدیئے۔ وہ جھٹ فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کی یہ سپرٹ وقتی ہوتی ہے۔ مگر اس تھوڑے سے وقت میں وہ اس قدر خطرناک فساد کا موجب بن جاتے ہیں جس کے برے نتائج قوم کو عرصہ تک بھگتنے پڑتے ہیں۔ احرار کے ہاتھ میں ایک نسخہ اکسیر آگیا ہے۔ انہوں نے مادر پدر آزاد لفنگے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اپنے ساتھ ملالی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان لفنگوں کو اگر جیل بھیجدیا جائے تو وہ آزادی کی نسبت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیل سے باہر وہ روٹی کے لئے ترستے ہیں۔ مگر جیل میں ان کی زندگی آرام سے گذرتی ہے۔ جیل کی سختی ان کی اصلاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بھوک اور بے روزگاری نے ان کو سختیاں جھیلنے کی کافی مشق کر رکھی ہے۔ وہ تو خدا سے یہی چاہتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی سزا مل جائے۔ تاکہ وہ فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیں۔

احراریوں کا جہاد

احراری اس فتنہ و فساد کو جہاد کا نام دیدیتے ہیں۔ اور فتنہ پرداز لفنگے فساد کو ہم خرما و ہم ثواب جان کر جان دیدینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کی تصدیق سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریر سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے مورخہ ۱۹ مئی ۳۵ء کو بمقام سہارنپور احرار تبلیغ کانفرنس کے ایک بہت بڑے مجمع میں کی۔ بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ "کوئی شخص کتنا ہی قائم اللیل اور صائم الدہر ہو۔ کتنا ہی تہجد گذار ہو۔ لیکن اگر رسول کی عزت کیلئے اسکے دل میں جہاد کا جذبہ نہیں ہے۔ تو اس کا تقوےٰ اور اس کی عبادتیں بیکار ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک آدمی گنہگار ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ چور ہے ڈاکو ہے مگر جب رسول کی عزت کا سوال آتا ہے تو وہ اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ وہ ہی مسلمان ہے"۔

اسلام کی خطرناک ہتک

یہ عطاء اللہ صاحب کے الفاظ ہیں۔ ان سے اندازہ لگائیں۔ کہ یہ شخص فاسق فاجر چور۔ ڈاکو وغیرہ کو جمع کر کے ان سے کہتا ہے۔ کہ دنیا میں فتنہ و فساد برپا کر دو۔ اور اس کا نام جہاد رکھدو۔ تو تم جنت میں جاؤ گے۔ یہ اسلام کی کس قدر ہتک ہو رہی ہے۔ کہ جہاد کا کام فاسق فاجر چور اور ڈاکو لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے یہ الفاظ بخاری نے کیوں کہے۔ اس لئے کہ اس کے پاس ایسے ہی لوگوں کا سٹاک ہے۔ اب اگر وہ صرف یہ کہدے۔ کہ چلو قتل و غارت شروع کر دو۔ یہ جہاد ہے۔ تو وہ لوگ جواب دیدینگے۔ کہ ہم نے جہاد کیا کرنا ہے۔ اسلام تو فاسق و فاجر لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر ہم کیوں اسلام کے جہاد میں حصہ لیں۔ اس وجہ سے بخاری نے اپنی نئی شریعت پیش کی۔ کہ نہیں

میرے پیارو اتم بینک ڈاکو ہو۔ چور ہو۔ فاسق وفاجر ہو۔ مگر جب تم قتل وغارت کروگے۔ تو بخشے جاؤگے۔ پس جب فتویٰ مل گیا۔ تو فاسق وفاجر کو اور کیا چاہئے۔ شہید ملت بننے کی آرزو ان کو قتل وغارت پر آمادہ کرلیتی ہے۔

سروں اور خان بہادروں کیخلاف جہاد

اب دیکھئے۔ ان کو کس کے خلاف اس قسم کا جہاد کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔ بخاری صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں علے الاعلان کہتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں خان بہادروں اور سروں کی جماعت کو گرادو۔ یہ حرم فروش اور مسلمانوں کے قاتلوں کا گروہ ہے۔" (احسان ۷ ۲ مئی ۱۹۳۵ء)

احباب یہ نہ سمجھیں کہ سروں اور خان بہادروں سے مراد واقعی ہندوستان کے تمام سر اور خان بہادر ہونگے۔ اس طرح وہ کبھی نہیں کہہ سکتے ورنہ سر محمد اقبال اور سر ظفر علی ان کو جوتے مار مار کر ان کی کھوپریوں کی ہڈیاں توڑدیں۔ انہوں نے قوم کے لئے ضمیر فروشی کرکے احمدیت کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے۔ بلکہ ان کی مراد ہر اس شریف انسان سے ہے۔ جو حکومت اور قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کرے۔ مگر ان کے ہاتھ نہ آئے۔ خاص کر سر فضل حسین جیسا جلیل القدر انسان چنانچہ اسی تقریر میں سر موصوف کے خلاف بخاری نے جس قدر زہر اگلا ہے۔ اسے کوئی پڑھنا اور سننا بھی گوارا نہیں کرسکتا۔

احرار کا اصل مقصد

سو احرار کو لنگڑے ہاتھ آگئے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ شہرت کی بگڑیاں اچھالتے ہیں۔ کیوں اس لئے کہ وہ ضمیر فروشی کرکے احمدیت کے خلاف ان کی طرفداری نہیں کرتے اور غیر جانبدار رہنا پسند کرتے ہیں۔ اصلی مقصد احرار کا حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانا ہے۔ لیکن چونکہ احمدی خدا کے حکم کے ماتحت حکومت کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے احراریوں کو شکست پر شکست نصیب ہوئی۔ اس لئے ان کو یقین ہوگیا۔ کہ جب تک احمدی جماعت موجود ہے۔ وہ حکومت کو ملیامیٹ نہیں کرسکتے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنی تمام توجہ احمدیت کے کچلنے کی طرف پھیردی ہے چنانچہ اسی تقریر کے دوران میں بخاری نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا یہ شعر کہ ؎

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

پڑھکر کہا "معلوم ہے یہ کلیم کون تھا۔ کلیم وہ تھا۔ جس نے فرعونی حکومت کا ٹاٹ الٹ کر ایک ہی جھٹکے میں دریائے نیل میں غرق کردیا تھا۔ کیا مرزا بھی کلیم ہوسکتا ہے؟ جو فرعونی طاقت کے زیر سایہ رفاہ و روزگار حاصل کرے۔"

ان الفاظ کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب اس فرعونی طاقت یعنی حکومت برطانیہ کے زیر سایہ رفاہ و روزگار حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ نے اس طاقت کو مٹانے کی کوشش نہیں کی۔ جو بخاری کے نزدیک "فرعونی طاقت" ہے۔ اس لئے وہ کلیم نہیں بن سکتے۔ اسی شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسے علیہ السلام کا جو مخالفین کی سختیاں جھیلتے رہے۔ اور محمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو رحمۃ للعالمین ہیں ذکر بھی کیا ہے۔ مگر بخاری کو صرف کلیم کا ذکر کرنیکی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ انکے زمانہ میں فرعونی طاقت ہٹ گئی تھی۔ بخاری نے ایک طرف تو لوگوں کو یہ دھوکہ دیا ہے۔ کہ گویا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعونی حکومت کے خلاف بغاوت کرکے اس کو مٹایا تھا۔ حالانکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعونی حکومت سے اپنی قوم کو بچانیکی خاطر ہجرت اختیار کی تھی۔ ظالم فرعون نے چونکہ ان کا تعاقب کیا۔ اس لئے خدا نے اس کو سزا دی۔ اور یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ حکومت نے فرعون جیسا کوئی ظلم نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے ملک سے ہجرت کرنے کی ضرورت پیش آئی اور نہ ہی خدا نے فرعون جیسی سزا دینی مناسب سمجھی مگر بخاری برابر حکومت انگریزی کو فرعونی حکومت کہتا چلا جارہا ہے اسے اس سے کیا غرض۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ وہ تو ایک ہی کام جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کسی طرح مذہب کا رنگ چڑھا کر حکومت برطانیہ کے خلاف فتنہ کھڑا کرے۔ جماعت احمدیہ چونکہ اس کی راہ میں روک ہے اس لئے وہ پہلے اس روک کو دور کرنے کی فکر میں ہے۔

دل آزاری کی انتہا

یہی وجہ ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے درپے ہے۔ اور یہ دلآزاری اب حد برداشت سے باہر ہورہی ہے۔ گذشتہ واقعات کو جانے دیجئے۔ کیوں کہ اس طرح تقریر بہت لمبی ہوجائیگی اسی سہارنپور کے اجلاس میں بخاری نے جو ہرزہ سرائی کی ہے۔ اس کے دو اقتباس آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس تقریر کا خلاصہ اخبار احسان ۷ ۲ مئی میں شائع ہوا ہے۔ خدا جانے موقعہ پر کیا کچھ کہا ہوگا۔ ان کا طریق یہ ہے۔ کہ تقریر میں بہت سخت دلآزار الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مگر اخبار میں بالکل نرم لہجے میں شائع کرتے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کی گرفت میں نہ آنے پائیں۔ مگر باوجود اس کے بخاری کے جو الفاظ شائع کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

"کیا محبوب دو عالم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ظل وہ خبیث بنے گا۔ جو قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا کو مستقل نبی نہیں مانتے۔ بلکہ نبی کریم کا ظل مانتے ہیں۔ وہی لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ توہین کررہے ہیں۔"

احراریوں سے سازباز رکھنے والے افسر

یہ الفاظ احسان نے شائع کئے ہیں۔ مگر حکومت کے ان افسران کو جو کہ ان احراریوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اس سے کیا غرض کہ وہ اپنی فرض شناسی کی تکلیف گوارا کریں۔ آج اگر یہی الفاظ میں اس جگہ عطاء اللہ بخاری یا دوسرے احراری لیڈروں کے متعلق دہرادوں۔ تو باوجودیکہ ان کی حیثیت ایک نبی کے سامنے پرِ پشہ جتنی بھی نہیں۔ مگر حکومت کی رگِ حمیت یکدم بھڑک اٹھیگی۔ اور ہتھکڑیاں پہنادی جائیں گی۔ ہتھکڑیوں سے ڈرنے والے تو ہم نہیں۔ وہ تو وہی لوگ ہیں۔ جو ایک طرف تو اپنے آپ کو قوم کا ہردلعزیز بنانے کی خاطر کہتے ہیں۔ کہ حکومت نے چھ ماہ کی قید کی سزا دے کر ہماری توہین کی ہے۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں۔ کہ ہم اس مقدمہ کو پریوی کونسل تک لیجائینگے بالعبۃ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ حکومت میں احراریوں کے جراثیم کس قدر سرائت کرگئے ہیں۔ سو ہتھکڑیاں پہننے کے لئے ہم تیار ہیں۔ مگر شرافت اور اسلام کی تعلیم ہمیں اجازت نہیں دیتی۔ کہ بلا وجہ ان کے حق میں اس قسم کے الفاظ استعمال کریں۔ کیونکہ یہ محض دلآزاری کا طریق ہے۔

احرار کا ظلم اور حکومت کا طریق عمل

لیکن احراریوں کے ہاں تو شرافت کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ اس لئے انکی ہر گالی تہذیب کے اعلےٰ معیار پر پوری اترتی ہے۔ ان کی تہذیب کا نمونہ اس تقریر کے دوران میں ایک دفعہ پھر مشاہدہ میں آتا ہے۔ چنانچہ احسان لکھتا ہے کہ حضرت ممدوح (یعنی بخاری) مرزا بشیر الدین کا نام لیکر کچھ کہنا چاہتے تھے کہ دفعۃً ایک بجگرہ کا ہم مسند کم بجلی فیل ہوگئی۔ اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ روشنی ہونیکے بعد مولانا نے فرمایا۔ کہ لیجئے۔ ایک ناپاک رُوح کا نام آتے ہی ظلمت چھا گئی جس خبیث کا نام لینے سے اندھیرا چھا جاتا ہو۔ اس کے باپ پر اعتقاد رکھنے والوں کے دلوں کی تاریکی کا کیا حال ہوگا۔"

میں نے آپ کو بخاری کے یہ الفاظ سُنا دیئے۔ اور آپ نے سن لئے۔ ادھر میرے سینے میں آگ بھڑک اٹھی ادھر یقیناً آپ کے دلوں میں برچھیاں چل گئی ہونگی۔ ہمارے آقا کو ناپاک رُوح اور خبیث کہا جاتا ہے۔ اگر سات آسمان میرے سینہ پر رکھدیئے جائیں۔ تو میں برداشت کرونگا۔ مگر اے سامعین مجھ سے یہ الفاظ برداشت نہیں ہوسکتے۔ کیا کروں۔ دلآزاری کی بھی حد ہوتی ہے۔ کیا اس وقت یہاں اس مجمع میں ایسا کوئی نااہل موجود ہے جس کی غیرت یہ گوارا کرتی ہو کہ ہمارے محبوب آقا کو اس قسم کے ناموں سے یاد کیا جائے کیا آپ میں سے کوئی ایسا ہے۔ جو اپنے آقا کے لئے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اگر کوئی ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ اس کی اپنی رُوح ناپاک ہے۔ وہ ہم میں داخل نہیں۔ مگر ایسا خیال بھی دل میں لانا ظلم ہے یقیناً یقیناً آپ کے دل اس وقت تڑپ گئے آپ کو اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ اس وقت اگر کوئی فساد ہوجائے۔ تو اس کا ذمہ وار کون ہے۔ احراری یا گورنمنٹ۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمارے دلوں میں خواہ کتنے ہی گہرے زخم ہوجائیں۔ ہماری آنکھوں سے پانی کی بجائے خون بہنے لگ جائے۔ ہمارے سینوں میں آگ لگ جائے۔ اور ہم کہیں ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

تو حکومت کہے گی۔ کہ رونا بند کردو۔ چیخو مت فریاد نہ کرو۔ ہائے غضب ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

حکومت کو مشورہ

احباب! جب تک گورنمنٹ ہماری اس رائے کی طرف توجہ نہ دے گی۔ کہ اس قسم کا قانون بنایا جائے۔ جس کے رُو سے مذہبی پیشواؤں کی توہین اور ہتک کا ارتکاب نہ ہونے پائے قتل وغارت کا بازار گرم رہے گا۔ نئے نئے شہید بنتے رہینگے۔ کراچی وغیرہ میں گولیاں چلتی

رہیں گی۔ امن پسند لوگوں کی دل آزاری ہوتی رہے گی۔ اور قہر درویش بجان درویش تک محدود رہے گا۔ ہم گورنمنٹ کو ایک دفعہ پھر مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ملک کے امن وامان کو ان لٹیروں کے ہاتھ برباد ہونے سے بچانے کے لئے ضرور ایسا موثر قانون بنائے۔ کہ پیشوایان مذاہب کی توہین نہ ہونے پائے۔ تبلیغ کے غرض کو اپنے عقائد کی خوبیاں بیان کرنے تک محدود کر دیا جائے۔ دوسروں کے عقاید پر دل آزار تنقیدیں اور بے جا نکتہ چینیاں ممنوع قرار دی جائیں۔ اور اگر گورنمنٹ نے اس دفعہ بھی اس زرین مشورہ کو لوٹ کی ٹو سے ٹھکرا دیا۔ تو عوام کا یہ شک کہ گورنمنٹ کی پالیسی Devide and Rule ہی ہے یقین سے بدل جائے گا۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے بہت بڑی بدنامی کا باعث قرار پائے گا۔ یقیناً کوئی منصف گورنمنٹ Devide and Rule کی پالیسی اختیار کرنا پسند نہیں کرے گی۔ لیکن جب عوام کو بدظنی کا موقعہ دیا جائے۔ تو گورنمنٹ کے دفتری انصاف کو کوئی کیا وقعت دیگا احرار کے ہاتھوں نے ملک کے امن کو برباد کر دیا ہے ہندوستان کو کرۂ نار بنا دیا ہے مگر گورنمنٹ خاموشی سے تماشا دیکھ رہی ہے۔ گورنمنٹ ہم سے مالیہ لیتی ہے ٹیکس وصول کرتی ہے تو ہمارا بھی حق ہے کہ اس سے داد طلب کریں۔ اور اس سے امن قائم کرنے کا مطالبہ کریں۔ لہذا میں اس امر کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ میرے ساتھ متفق ہونگے۔

قرارداد

چونکہ مفسدہ پرداز لوگوں کا یہ ایک بہت بڑا مشغلہ بن گیا ہے۔ کہ قومی پیشوایان اور دیگر بزرگوں کے متعلق نہایت دل آزار اشتعال انگیز اور غیر مہذب الفاظ استعمال کر کے ملک کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس قسم کی کاروائی کو مذہبی تبلیغ کہہ کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ملک معظم کی رعایا میں پھوٹ پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ لہذا لیگ کا یہ اجلاس گورنمنٹ عالیہ سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ملک میں ایک اس قسم کے قانون کا بہت جلد نفاذ کیا جائے جس کی رو سے کسی ایک مذہب یا فرقہ کے پیرو دوسرے مذہب یا فرقہ کے پیشواؤں اور بزرگوں کی توہین نہ کرنے پائیں۔ اور تبلیغ کی غرض کو پورا کرنے کے لئے اپنے مخصوص عقاید کی خوبصورتی کو پیش کرنا ہی کافی قرار دیا جائے۔ اس طرح گورنمنٹ عالیہ کو ملک میں امن وامان قائم رکھنے میں بے حد سہولت میسر آ جائے گی۔ نیز ملک معظم کی رعایا کے باہمی تعلقات خوشگوار بن کر حکومت کی نیک نامی کا باعث بن جائیں گے۔ لیگ کا یہ اجلاس امید کرتا ہے۔ گورنمنٹ عالیہ ضرور اس مفید مشورہ کو قبول کر کے رعایا کے کثیر حصہ کی ممنون احسان بننے کی طرف عملی قدم اُٹھائے گی۔

۲۔ قرار پایا۔ کہ اس قرارداد کی نقول حکام بالا اور پریس کو ارسال کی جائیں۔

امرتسر ۲۵ مئی۔ سمجھوتہ کے ٹوٹ جانے کے باعث سکھوں کی سرچ پارٹیوں میں کشمکش شروع ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف گمراہ کن اور غلط پراپیگنڈا شروع ہو گیا ہے۔

شملہ ۲۵ مئی۔ شملہ کے گرد ونواح میں ایک مقام ہے۔ جہاں مٹی گرنے کی وجہ سے تین قلی ہلاک اور دو زخمی ہوئے یہ مزدور میونسپل سٹاف کے لئے فٹ بال کا میدان تیار کرنے کی غرض سے پہاڑی کو کاٹ رہے تھے۔

رنگون ۲۶ مئی۔ حکومت برما نے افسران اضلاع کو ہدایت کی ہے کہ برما کونسل کے ووٹروں کی فہرستیں ستمبر تک تیار کر دیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جنیوا ۲۷ مئی۔ لیگ کونسل کا چھیاسی واں اجلاس بروز ہفتہ بوقت شام ختم ہوا۔ برطانی مندوب مسٹر انتھونی ایڈن پر جنہوں نے اطالیہ اور ابی سینیا کے باہمی جھگڑے کے سمجھوتہ کرانے میں نہایت نمایاں حصہ لیا ہے ہر طرف سے پھول برسائے گئے۔

نیویارک ۲۶ مئی۔ حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے ملک میں گداگری کو قانوناً منع کر دیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ۴ ماہ میں صرف نیویارک سے ۲۰۰۰ گداگروں کو قانون کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔

سرچ لائٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسٹر اینڈریوز کوشش کر رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی کو اپنے ساتھ افریقہ لے جائیں مگر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ گاندھی جی حالات موجودہ کے پیش نظر ہندوستان سے باہر نہیں جائیں گے۔

نئی دہلی ۲۶ مئی۔ موضع جیتی ضلع گڑگاؤں میں ایک ہولناک آتشزدگی وقوع میں آئی۔ آگ سے سارا گاؤں تباہ ہو گیا ہزارہا آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔ مصیبت زدہ لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے

برلن ۲۶ مئی۔ جرمن کا ایک اخبار رقمطراز ہے۔ کہ جو شخص ہر ہٹلر کی ذات پر حملہ آور ہو گا۔ اسے سزائے موت دی جائے گی۔ وزارت محکمہ عدل وانصاف نے سرکاری قانونی گزٹ میں اس لئے قانون کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ نیز جو شخص جرمن رسومات۔ قومی نشانات اور قومیت پر حملہ کرے گا۔ وہ بھی سنگین سزا کا مستوجب ہو گا۔

لاہور ۲۶ مئی۔ کانگرسی حلقوں نے دستور اساسی کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ کونسلوں کی رکنیت پر قابض رہتے ہوئے اس سے جائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ گاندھی جی نے مشورہ دیا ہے۔ کہ کانگرسی ارکان عہدے قبول کریں۔ اور حکومت کی مشینری پر قبضہ کریں۔ تاکہ وہ اس مشینری کے ذریعہ جبر وتشدد کو ناممکن بنا دیں۔

نٹن راک (دادکناس) کی چھ ریاستوں میں زبردست طوفان کے نتیجہ میں ۱۰۶ اشخاص ہلاک اور ۵۰۰ مجروح ہوئے۔ مس سس پی کے علاقے میں ہزارہا مویشی ہلاک ہو گئے۔ رسل ورسائل اور آمد ورفت کے تمام ذرائع کلیتہً مسدود ہو گئے۔ ۱۵۰ مکانوں کی چھتیں صاف اڑ گئیں۔

راولپنڈی ۲۶ مئی۔ موضع کھوشہ میں ایک بھیڑ نے ایسا بچہ دیا۔ جس کا ایک سر اور دو دھڑ ہیں۔ ہر دھڑ کے نیچے چار ٹانگیں ہیں۔ یہ بچہ صرف آدھ گھنٹہ زندہ رہا۔

شنگھائی ۲۶ مئی۔ حکومت جاپان کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ پچھلے دنوں جاپانیوں کی پیش قدمی کے خطرے سے چینی افواج فوجی مراکز سے ہٹا لی گئی تھیں۔ جاپانیوں نے آگے بڑھ کر ان فوجی مراکز کو سر کرنا چاہا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ شروع ہو گئی۔ جس میں سو سے زیادہ چینی ہلاک ہوئے۔ چھ جاپانی ہلاک اور دو تین مجروح ہوئے۔

شکاگو ۲۶ مئی۔ امریکہ کی فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ایک ایسی ریاست ہے۔ جہاں ساڑھے چار لاکھ نفوس نان شبینہ کے محتاج ہو رہے ہیں۔ ان میں سے سینکڑوں بیمار بھی ہو گئے ہیں۔ کئی مقامات پر فاقہ کشوں نے افسروں کے گھیرے بھی ڈالے اور ڈنڈے برسائے۔ لیکن اس کے باوجود مقامی حکومت نے ۱۰۳ ریلیف سٹیشن بند کر دئے ہیں۔

لاہور ۲۵ مئی۔ سی۔ آئی۔ ڈی پولیس لاہور نے نہایت جانفشانی کے بعد فریب کاروں کے ایک خطرناک گروہ کو جو ۱۶ اشخاص پر مشتمل ہے۔ گرفتار کر لیا ہے اس گروہ نے لوگوں کو دھوکہ دے کر

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی